جلد ۵ — نمبر ۹-۱۰

وَلْتَكُنْ مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اشاعتِ اسلام

اُردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

زیر ادارت

خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی — مسلم مشنری — مولوی صدرالدین بی اے بی ٹی

قیمت سالانہ تین روپے

یہ کارِ ثواب ہے کہ آپ ان رسالجات کی خریداری بڑھائیں کیونکہ انہیں رسالوں کی آمدنی جس حد تک مسلم ووکنگ مشن کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی مددگار ہوسکتی ہے

جلد (۵) | بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۱و۱۲

مولود نمبر

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں — محمد است فروزندۂ زمین و زمان

خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا — خدا نماست وجودش برائے عالمیان

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	مضمون نگار
۱	شذرات	۴۸۱	ایڈیٹر
۲	بلادِ غربیہ میں تبلیغ اسلام ...	۴۸۶	منشی دوست محمد صاحب ازووکنگ
۳	ایک اور انگریز خاتون کا قبول اسلام	۴۹۱	"
۴	بنی نوعِ انسان کا بہترین دوست	۴۹۲	جناب محمد الحقیر خان صاحب نصابی بی اے مسلم مشنری
۵	بعثت اسلام	۴۹۷	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی
۶	نبی کریم صلعم کی زندگی پر ایک سرسری نظر	۵۰۵	ازاسلامک ریویو
۷	سیرت نبوی	۵۱۱	عالیجناب محمد مارمیڈیوک صاحب پکتھال
۸	الوالارتقا وابن الارتقا ...	۵۱۵	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری
۹	ہرقل قیصر روم اور آنحضرت صلعم...	۵۲۷	ایڈیٹر
۱۰	ایک باکمال و قابل نمونہ خاوند..	۵۳۲	ازاسلامک ریویو
۱۱	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شہادت	۵۳۴	کمیونی کیٹڈ
۱۲	نعت	۵۳۶	از دُرِ ثمین
۱۳	غزوات نبوی	۵۵۱	عالیجناب محمد مارمیڈیوک پکتھال
۱۴	حلیہ مبارک سرور کائنات ...	۵۵۲	ازاسلامک ریویو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ

اشاعت اسلام

قیمت سالانہ

فی جلد تین

اُردو ترجمہ

اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن

جلد پنجم

جنوری سنہ ۱۹۱۹ء لغایت دسمبر سنہ ۱۹۱۹ء

ایڈیٹرز

خواجہ کمال الدین بی۔اے ایل ایل۔بی

مولوی صدر الدین بی۔اے۔بی۔ٹی

اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور میں حافظ مظفر الدین کے اہتمام سے خواجہ عبد الغنی مینیجر اشاعت اسلام لاہور نے شائع کیا

فہرست مضامین رسالہ اشاعت اسلام جلد پنجم سنہ ۱۹۱۹ء

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۱	شذرات ...	ایڈیٹر	۱، ۴۹، ۹۷، ۱۴۵، ۱۹۳، ۲۴۱، ۲۸۹، ۳۳۷، ۳۸۵، ۴۳۳
۲	لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم	ایڈیٹر	۳، ۹۸، ۱۹۶
۳	ایٹ ہوم ...	″	۴
۴	لندن مسلم نماز گاہ	″	۵
۵	حضرت خواجہ صاحب کی تقریر کے متعلق لندن کے مشہور معروف اخبار نیر ایسٹ کی رائے	″	۶
۶	بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	″	۷، ۵۱، ۱۴۷، ۴۳۶
۷	مسلمانوں کا تہوار عید الضحیٰ	″	۸
۸	مسلم تہوار عید الضحیٰ کے متعلق لندن کے مشہور اخبار پال مال گزٹ کی رائے	″	۹
۹	مسجد ووکنگ ..	″	۹
۱۰	قربانی و تقویٰ ..	″	۱۰، ۱۲
۱۱	رسول کا کار منصبی ..	″	۱۷
۱۲	ظہور اسلام اور ما بعد ..	جناب عبد الحق ایل ایل ...	۲۰
۱۳	دین عیسوی کا مفاد ..	شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر	۳۲
۱۴	اسلام سراسر امن ہے ..	ایڈیٹر	۴۳
۱۵	ایک افسوسناک نقصان	جناب قدوائی صاحب	۵۲
۱۶	پیغام تسلیم و رضا ...	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب	۵۵
۱۷	سیرت نبوی ...	ایڈیٹر	۵۸
۱۸	مسلم خواتین کو ایک صدا	ایک ہندوستانی مسلم خاتون کی قلم سے	۶۵
۱۹	پس پردہ ...	حضور سرکار فرمانروائے ریاست بھوپال دام اللہ ملکہا	۶۷
۲۰	عورت اور عورت کے حقوق از اسلام	جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر	۷۴
۲۱	روحانی بارش ..	خالد شیلڈرک	۸۴
۲۲	اسلام اور جاپان	جناب قدوائی صاحب	۸۸
۲۳	اسلام کے انسداد توہینیت کی تقلید میں دنیا کے مہذب ترین براعظم کا سب سے پہلا قدم	ایڈیٹر	۹۳
۲۴	انتخاب از صحیح بخاری	ایڈیٹر	۹۶، ۱۴۴
۲۵	اخبار نیر ایسٹ کی روئداد یونہ آباد کے متعلق ..	″	۱۰۰
۲۶	خویش اقارب کے ساتھ ہمدردی و شفقت	حضرت علیہ والا منزلت تاج الہند نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ فرمانروائے بھوپال دام اللہ ملکہا لاانفصال	۱۰۱
۲۷	جناب رسالتمآب اور آپ کا مشن	از شیخ محمد صادق [illegible]	۱۰۳
۲۸	توبہ ...	[illegible] بی اے ایل ایل بی [illegible]	۱۱۳

نمبر	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۲۹	حضرت محمد صلعم کی شخصیت	یحییٰ النصر پارکنسن	۱۱۷
۳۰	فوراتِ علم کا مذہب (تخلیق و تعمل روح)	اڈیٹر	۱۲۲
۳۱	فلسفہ کا مذہب	جناب غلام مصطفیٰ خان بی اے	۱۳۲
۳۲	القرآن ...	ہزایمینینس جناب محمد مارمڈیوک پکتھال	۱۳۴
۳۳	نظم		۱۴۴
۳۴	کتاب مبین کا انگریزی ترجمہ ایک زریں کامیاب کوشش	از اخبار وکیل امرتسر	۱۴۸
۳۵	اسوۂ حسنہ	جناب غلام مصطفیٰ خانصاحب بی اے	۱۵۱
۳۶	بعثت نبوی سے قبل اور بعد دنیا کی حالت	جناب عبدالحق اسمٰعیل بی اے	۱۵۳
۳۷	دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ	شیخ مشیر حسین صاحب بیرسٹر قدوائی	۱۶۶، ۲۲۳، ۳۲۱، ۳۵۳، ۴۰۹
۳۸	سُنی و شیعہ	اڈیٹر	۱۷۷
۳۹	کفارہ فی الاسلام اور کفارہ فی المسیحیت	اڈیٹر	۱۸۶
۴۰	ہمارا اہم فرض	ڈبلیو کار کارسلیو	۱۹۱
۴۱	جواہر بے بہا	از حدیث نبوی	۱۹۲
۴۲	یوم ولادت نبی صلعم پر تقریرات	از جناب مسٹر ایم ایچ اصفہانی	۱۹۹
۴۳	"	از شیخ محمد صادق ڈڈلے رائٹ	۲۰۴
۴۴	"	از جناب مسٹر بھوپندر ناتھ باسو	۲۰۸
۴۵	"	از سید حیدر رضا صاحب	۲۱۰
۴۶	تبلیغ رسالت	از جناب قدوائی صاحب	۲۱۳
۴۷	یاد رفتگاں	منقول از رسالہ	۲۲۲
۴۸	تبلیغ اسلام ...	ظل السلطان بھوپال	۲۲۶
۴۹	ترجمہ صحیح بخاری شریف	اڈیٹر	۲۴۵
۵۰	الہام ایک فیض ربوبیت ہے		۲۵۱
۵۱	مقصد زندگی ...	جناب غلام مصطفیٰ خانصاحب بی اے	۲۵۷
۵۲	حضرت محمد صلعم کا عہد مدینہ	اڈیٹر	۲۶۰
۵۳	خدا کی وحدانیت	"	۲۶۸
۵۴	قرآن شریف میں نوح کا ذکر	حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۲۷۱
۵۵	خطبات لندن مسلم نمازگاہ، مذہب کی غرض و غایت اور اس کا نچوڑ	شیخ محمد صادق صاحب ڈڈلے رائٹ	۲۷۳
۵۶	دہریوں کیلئے ایک دلچسپ مطالعہ (الف)	اڈیٹر	۲۸۱
۵۷	" (ب)		۲۸۳
۵۸	عمل میں آزادی اور قرآن کریم کا عمل	"	۲۸۶
۵۹	حضرت محمد صلعم اور آپ کا مشن	جناب قدوائی صاحب	۲۹۱
۶۰	نبیوں میں سب سے آخری نبی	اڈیٹر	۲۹۵
۶۱	عیسائیت میں علم آلہیات کے عشاق کی قابل توجہ	"	۲۹۶
۶۲	عبادت	جناب محمد مارمڈیوک پکتھال	۲۹۸
۶۳	اعتقاد (مذہب) تعلیم اور رواج کا اثر	جناب سید فیال علیشاہ ایم اے آر اے ایس	۳۰۷
۶۴	رواداری	مارمڈیوک پکتھال	۳۱۰

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۶۵	میں نے اسلام کیوں قبول کیا	ایک انگریز نژاد امینہ نومسلمہ کی قلم سے	۳۲۹
۶۶	اسلام اور عیسائیت میں قول فیصل	ایڈیٹر	۳۳۲
۶۷	اسلام کا جذب مقناطیسی	〃	۳۳۸
۶۸	ووکنگ مشن کی مقبولیت	〃	۳۳۹
۶۹	تاریخ میں ایک درخشاں شخصیت	از جناب فدائی صاحب	۳۴۱
۷۰	عملی فرائض اسلام	شیخ محمد صادق صاحب ڈڈلے رائیٹ	۳۴۵
۷۱	اسلام اور مسئلہ قسمت	〃	۳۶۱
۷۲	صفات الٰہی	ایڈیٹر	۳۷۳
۷۳	اذان	خالد شیلڈرک	۳۷۹
۷۴	عابد حیوان ناقل	ایڈیٹر	۳۸۳
۷۵	مسجد ووکنگ میں عید الفطر کا تہوار	〃	۳۸۶
۷۶	دار المبلغین ...	〃	۳۸۸
۷۷	گناہ میں پیدائش	〃	۳۸۹
۷۸	صلوٰۃ و وضو	〃	۳۹۰
۷۹	کیا ہم جناب مسیح کے دشمن ہیں	جناب چودھری ظہور احمد صاحب بی اے مسلم مشنری	۳۹۲
۸۰	فطرت انسانی پر خدائی نقوش	ایڈیٹر	۳۹۷
۸۱	قیمتی جواہر ریزے	از صحیح بخاری	۳۹۹
۸۲	جنگ اور مذہب	جناب محمد مارمڈیوک پکتھال	۴۰۱ ۴۷۳
۸۳	خطبات جمعہ (۱) الکتاب	〃 〃	۴۱۷ ۴۶۵
۸۴	عربی مبین ہی صرف خداوند تعالیٰ کی آخری پیغام ربانی کا بہتر اور موزوں ذریعہ ہے	ایڈیٹر	۴۲۵
۸۵	زن و شوہر کے باہمی تعلق	〃	۴۲۸
۸۶	اسلام میں کوئی کفارہ نہیں	جناب مولوی محمد حنیف صاحب علیگ ایل ایل بی	۴۲۹
۸۷	اشاعت اسلام	جناب غلام مصطفیٰ خان صاحب بی اے	۴۳۱

نمبر شمار	نام مضمون	مضمون نگار	نمبر صفحہ
۸۸	انگریز کپتان کا قبول اسلام	از منشی ست دو محمد صاحب ووکنگ	۴۳۶
۸۹	ایک انگریز خاتون اور ایک لفٹننٹ کا قبول اسلام	〃	۴۳۸
۹۰	خطبہ عید الفطر	عالیجناب محمد مارمڈیوک پکتھال	۴۳۹
۹۱	عید الضحیٰ انگلستان میں چار مسلمین کا اضافہ	از منشی ست دو محمد صاحب ووکنگ	۴۴۸
۹۲	اسلام شاہراہ ترقی	شیخ محمد صادق صاحب ڈڈلے رائیٹ	۴۵۳
۹۳	سور اور شراب	ایڈیٹر	۴۶۲
۹۴	مسلم سرداران سوڈان	〃	۴۶۳
۹۵	بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام	منشی ست دو محمد صاحب ووکنگ	۴۸۶
۹۶	ایک انگریز خاتون کا قبول اسلام	〃	۴۹۱
۹۷	بنی نوع انسان کا بہترین دوست	جناب محمد یعقوب خان صاحب بی اے مسلم مشنری	۴۹۲
۹۸	بعثت اسلام	حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی	۴۹۷
۹۹	نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک سرسری نظر	از اسلامک ریویو	۵۰۵
۱۰۰	سیرت نبوی	عالیجناب محمد مارمڈیوک صاحب پکتھال	۵۱۱
۱۰۱	ابو الارتقاء و ابن الارتقا	حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری	۵۱۵
۱۰۲	ہرقل قیصر روم اور آنحضرت صلعم	ایڈیٹر	۵۲۷
۱۰۳	ایک باکمال و قابل نمونہ خاوند	از اسلامک ریویو	۵۳۲
۱۰۴	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شہادت	کمیونی کیٹڈ	۵۳۴
۱۰۵	نعت	از درثمین	۵۳۶
۱۰۶	غزوات نبوی	مارمڈیوک پکتھال	۵۵۱
۱۰۷	حلیہ مبارک سرور کائنات		۵۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

ترجمۂ اردو اسلامک ریویو اینڈ مسلم انڈیا مجریہ لندن

جلد (۵) — بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۹ء — نمبر (۱۱ و ۱۲)

شذرات

جو اہم تبلیغ اسلام کی خدمت رسالہ اسلامک ریویو و مسلم انڈیا انگریزی مجریہ ووکنگ (انگلستان) نے بلاد غربیہ و دیگر ممالک اور ہندوستان میں سرانجام دی ہے وہ محتاج بیان نہیں اور نہ ہی اس پر طول طویل ریویو کرکے خامہ فرسائی کی چنداں ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ خود اس کے احسن نتائج جو قبولیت اسلام کے رنگ میں آئے دن وقتاً فوقتاً رسالہ ہذا کے صفحوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں سے اسبات کے کافی شاہد ہیں۔ اور کہ مذہب اسلام سے جو محبت و انس و عشق اس انگریزی اسلامی مجلہ نے بلاد غربیہ میں پیدا کردی ہے اسکی مفصل کیفیت ان رپورٹوں سے عیاں ہوتی رہتی ہے جو رسالہ ہذا کے ہر نمبر میں "بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام" کے عنوان کے نیچے شائع ہوتی رہتی ہیں +

بلاد غربیہ میں اگر رسالہ اسلامک ریویو انگریزی بہت سی سعید روحوں کے حلقہ بگوش اسلام کا باعث ہوا ہے اور اسلام کے متعلق بہت حد تک غلط بیانیوں و افترا و بہتان کو رفع کرنے میں مظفر و منصور ہوا ہے۔ تو اسکے ساتھ ہی رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو نے

جو خدمات گذشتہ سالوں میں ہم نے مسلم برادری میں کی ہیں انہیں ہم نظر انداز نہیں کرسکتے۔ رسالہ اشاعت اسلام نے اگر ایک طرف بہت سے مسلم برادران میں مذہبی لٹریچر سے دلچسپی پیدا کر دی ہے تو دوسری طرف مالی رنگ میں مسلم مشن ووکنگ کو اپنے منافع سے بہت حد تک تقویت دی ہے۔ اب چونکہ رسالہ ہذا کے سال کا اختتام ہے۔ اسلئے ہم اپنے معزز ناظرین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس کرتے ہیں۔ کہ رسالہ ہذا کی اہمیت کو ملحوظ نظر رکھ کر اس کا سالانہ وی پی از راہِ کرم وصول فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ رسالہ ہذا کا سالانہ چندہ تین روپے ایک نہایت قلیل رقم ہے! ایک مسلم بھائی خواہ کیسا ہی نادار و مفلس کیوں نہ ہو۔ اس کا قلیل چندہ ادا کر کے اشاعت اسلام کے اس کارِ عظیم میں شامل ہو کر موجب ثواب ہو سکتا ہے۔ جس کے لئے قرونِ اولیٰ کے مسلم احباب نے جانیں تک قربان کر دینے میں دریغ نہ کیا۔ رسالہ ہذا کا سالانہ چندہ جو ایک پائی روزانہ کے مترادف ہے ناظرین کرام اس مشن کو مرحمت فرما کر اس دینِ متین کی اشاعت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ جس کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اور خود رسالت مآب حضرت نبی کریم صلعم نے گوناگوں تکالیف و مصائب و آلام جھیلیں ایک پائی روزانہ اگر آپ کی جیب خاص سے اس پاک مقصد پر صرف ہو۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ کو اعلےٰ سے اعلےٰ لٹریچر بھی میسر آئے۔ کہ جس لٹریچر کو یورپین نقاد و پریس نے اسلام کی طاقت قبول کر لیا ہے۔ تو اس صورت میں رسالہ ہذا کی خریداری کو جاری رکھنا ہمیں امید قوی ہے کہ ناظرین رسالہ کے گراں خاطر نہ ہو گا۔ اُمید واثق ہے کہ اشاعتِ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے برادران اسلام ان ہماری معروضات پر پوری پوری توجہ فرمائیں گے! اور سال نو سنہ ۱۹۲۰ء کیلئے ہمیں چند خریدار بھی فراہم فرما کر عند اللہ ماجور ہوں ٭

رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ آیندہ سال سنہ ۱۹۲۰ء سے بجائے ہعہ کے صہ کر دیا گیا ہے تاکہ قلیل سے قلیل آمدنی والے انگریزی داں احباب بھی اس کار خیر میں شامل ہو سکیں شرح چندہ حسب ذیل ہے:-

سالانہ چندہ ... ... صہ | مفت تقسیم بلاد غیر ... ... للعہ

طلباء و لائبریری ... ... للعہ

اِس رسالہ میں کسی دوسری جگہ تین مراسلات مسجد ووکنگ کے یکے بعد دیگرے درج کئے جاتے ہیں۔ جو اُمید ہے۔ کہ ناظرین کرام کی دلچسپی کا مُوجب ہونگے جن میں ایک لفٹننٹ اور ایک انگریزی خاتون کی اسلام سے محبت و قبولیت اسلام کا حال درج کیا گیا ہے +

اللہ تعالیٰ ہمارے مجاہدین اسلام کی عمر دراز فرمائے جنہوں نے کہ اپنے گھر بار بچے وعیال چھوڑ کر محض خدمت دین متین کی خاطر اس قدر قربانی فرمائی ہے۔ اور ساتھ ہی اُس ایزد بیچون کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ جو کہ انکی مساعی جمیلہ کو بلاد غربیہ میں قبولیت اسلام کے رنگ میں بار آور فرما رہا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے دلی دعا ہے کہ اِن مجاہدین ثلاثہ حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب و منشی دوست محمد صاحب و مولوی عبد اللہ جان صاحب و دیگر کارکنانِ ووکنگ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ اور جزائے خیر دے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے۔ کہ ہماری اسلامی برادری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ گذشتہ رسالہ میں جس انگریز لفٹننٹ کا عالیجناب لارڈ ہیڈلے بالقابہم نے اپنی دوران تقریر میں تذکرہ فرمایا تھا جن کا نام جوزف عبد اللہ تھا۔ وہ خود ایک اتوار کے روز مسجد ووکنگ میں رونق افروز ہوئے۔ اور حضرت مولینا مولوی صدرالدین صاحب کی تقریر کے بعد انہوں نے کھڑے ہو کر ایک مختصر تقریر میں اسلام کی اس اخوت سادگی اعلےٰ اور پاکیزہ اخلاق کا اپنی زبان مبارک سے اظہار کیا۔ جو ان کی توجہ کو کھینچنے اور اسلام پر نثار ہو جانے کا موجب ہوئی +

مراسلہ مسجد ووکنگ مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء ایک اور انگریز خاتون کے قبول اسلام کا مژدہ جانفزا سُناتا ہے۔ یہ خاتون بہت بڑی مالدار اور صاحب عزت

شان ہیں۔ یہ مراسلہ اور اُن کا دستخطی اقرار نامہ بھی اسی رسالہ میں کسی دوسری جگہ درج کیا جاتا ہے۔ اُن کا اسلامی نام رُقیّہ رکھا گیا ہے +

جن مبلغین اربعہ کا تذکرہ ہم نے دار المبلغین کے عنوان کے نیچے اگست ۱۹۱۹ء کے تذکرہ کیا تھا بفضل ایزدی ہر چاروں مبلغین مذہبی و علمی تحقیق میں منہمک ہیں انگریزی زبان میں تقریری مشق کے لئے ان میں سے ہر ایک احباب کا ہر ہفتہ کی شب کو لاہور میں پبلک لیکچر ہوتا ہے۔ جس کے صدر عموماً حضرت خواجہ صاحب ہوا کرتے ہیں۔ اور اختتام لیکچر پر سامعین کو دعوت دیجاتی ہے کہ وہ اُٹھ کر معزز لیکچرار کی تقریر پر تنقید کریں۔ اور مختلف پہلوؤں سے تقریر پر روشنی ڈالیں۔ اس کے بعد پھر اس شب کے معزز مقرر کو اعتراضات کے جوابات کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ جس سے کہ اسے مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنے کی مشق ہوتی جاتی ہے۔ اور اختتام لیکچر پر حضرت خواجہ صاحب باقی ماندہ امور مضمون زیر بحث پر مزید روشنی ڈالکر اجلاس کو ختم فرماتے ہیں نیز مبلغین اربعہ کی تحریری مشق رسالہ اسلامک ریویو میں انگریزی آرٹیکل دینے سے ہوتی جاتی ہے اللہ تعالٰے اِن مجاہدین اسلام کی عمر میں برکت ڈالے۔ اور ان کے وجود کو اشاعت اسلام کے لئے جس کے لئے انہوں نے اپنی جانیں وقف کی ہیں مفید ثابت کرے + آمین ثم آمین

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مسلم مشنری اللہ تعالٰے کے فضل سے رو بصحت ہیں اُمید واثق ہے۔ کہ چند ماہ تک بکلی صحتیاب ہو جائینگے۔ احباب دُعا کرکے عند اللہ ماجور ہوں +

جو احباب بذریعہ خطوط حضرت خواجہ کی عیادت فرماتے رہتے ہیں ہم ان کے تہ دل سے مرہون منت ہیں۔ اللہ تعالٰے ان سب احباب کو جزائے خیر دے۔ چونکہ حضرت

خواجہ صاحب فرداً فرداً ہر ایک بھائی کے خط کا جواب اپنے دست مبارک سے طبی ممانعت کے ماتحت جواب دینے سے قاصر ہیں۔ اسلئے بذریعہ رسالہ ہذا ہم ان سب احباب کا مجموعی طور پر سچکہ تشکریہ ادا کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کا موجودہ پتہ عزیز منزل۔ لاہور ہے +

قوی اُمید ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کامل صحتیاب ہونے پر رسالہ ہذا کے صفحات کو اپنے گرانقدر اُردو مضامین سے اپنے قیام ہندوستان میں مُزین فرماتے رہینگے۔ اور یہ سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط صحت کامل جنوری ۱۹۲۰ء آغاز سال رسالہ سے شروع ہو جائیگا +

جن دو مضامین کو رسالہ ہذا میں درج کرنے کا ہم نے گذشتہ رسالہ میں علان کیا تھا۔ ان میں سے ایک مضمون "پیدائش اسلام" کے فقط عنوان میں ذرا سا تغیر کر کے بعثت اسلام کی سُرخی کے نیچے اسی رسالہ میں اب ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے لیکن دوسرا دلچسپ مضمون جس کا ہم نے خصوصیت سے وعدہ کیا تھا۔ اور کہ جو اکتشافات نفس و شعور کونیہ" مصنفہ حضرت خواجہ صاحب کے عنوان کے نیچے ہوگا۔ وہ اب بھی ہمیں افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ اس رسالہ میں درج ہونے سے رہگیا۔ اسکی وجہ دراصل موجودہ "مولود نمبر" ہے۔ اگر تو اکتشافات نفس و شعور کونیہ" کے مضمون کو حسب وعدہ رسالہ ہذا میں درج کر دیا جاتا تو پھر احتمال تھا کہ وہ دلچسپ و بے بہا مضامین جن سے سرور کائنات صلعم کی عالی شان ٹپکتی ہے۔ اور کہ جنہوں نے نمبر ہذا کو مُزین کرنا تھا عدم گنجائش کی وجہ سے معرض التوا میں رہجاتے۔ اور مولود نمبر میں اکتشافات نفس جیسے مضمون کا درج کرنا بھی کوئی موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ اسلئے اس دلچسپ مضمون کو ہم نے جنوری ۱۹۲۰ء کے نمبر کے لئے محفوظ رکھا ہے +

جن احباب کا چندہ دسمبر ۱۹۱۹ء کے اخیر ختم ہو جاتا ہے۔ ان سب احباب کی خدمت میں

انشاء اللہ تعالیٰ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کا رسالہ اشاعت اسلام سالانہ وی۔پی ارسال ہوگا جو جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے پہلے ہفتہ میں ناظرین کرام کی خدمت میں حاضر ہو جائیگا +

ہم نے متعدد سفیروں کو ہندوستان کے مختلف گوشوں میں رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) و اشاعت اسلام (اردو) کی توسیع اشاعت و اشاعت اسلام بلاد غیر و ووکنگ مشن کے چندہ امداد کے لئے ارسال کر دیا ہے ہمیں اپنے ناظرین کرام و بہی خواہان مشن کی ذات پر قوی امید ہے۔ کہ وہ انہیں اپنے اپنے قریہ و شہر و بستی میں اس احسن اسلامی کام کے سر انجام دینے میں ہر ایک قسم کی سہولت مہیا فرما کر عند اللہ ماجور ہونگے۔

سفیران مذکور کے پاس رسید بک ہیں۔ جن پر مینیجر اسلامک ریویو و اشاعت اسلام و محاسب اشاعت اسلام بلاد غیر و ووکنگ مشن کے دستخط ثبت ہیں مینیجر رسالجات کے نمونہ کے دستخط اسی رسالہ کے سرورق صفحہ نمبر ۴ پر درج کر دیئے جاتے ہیں۔

بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام

مراسلہ مسجد ووکنگ نمبر ۳

لفٹنٹ جوزف عبداللہ

آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

گذشتہ ہفتہ لارڈ ہیڈلے الفاروق صاحب بالقابہم کے لیکچر کا ذکر کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا۔ کہ لارڈ موصوف نے عراق عرب میں ایک انگریز فوجی لفٹنٹ کے قبول اسلام کی خوشخبری حاضرین کو سُنائی

جنہوں نے اپنا اسلامی نام جوزف عبد اللہ بتایا ہے ؞

اِس اعلان کو ابھی ایک ہی ہفتہ ہوا تھا۔ کہ کل لفٹنٹ موصوف کو ہم نے اپنے درمیان پایا۔ آپ پُونا سے جہاں عراق عرب سے تبدیل ہوکر آپ کو جانا پڑا۔ دو مہینہ کی رُخصت پر انگلستان آئے ہیں۔ اور کل مولینا صدرُالدین صاحب سے ملنے کے لئے یہاں تشریف لائے

کسی انگریز کے قبولِ اسلام کی خوشخبری سُن کر سب سے پہلے جو خیال ہمارے بعض ہندوستانی بھائیوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اُنکی پابندیٔ اسلام کا سوال ہے۔ اگرچہ اِس سوال کے کرنے والے اِن مشکلات کو قطعی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جو ایک نو مسلم بالخصوص انگریز کی راہ میں اسلامی طور و طریق کو اختیار کرنے اور انگلستان میں رہ کر اپنی عمر بھر کی عادات کو ترک کر کے مسلمان ہوتے ہی اسلام پر کاربند ہوتے اور اسلامی اخلاقِ حسنہ کا خوگر بن جانے میں حائل ہیں۔ اور جن کی عدم موجودگی کے باوجود نسلًا بعد نسل کے مسلمان ان سب باتوں سے بہت دُور پڑے ہوئے ہیں۔ تاہم اِن جاں نثارانِ توحید کو یہاں آکر جس حالت میں ہم نے پایا ہے۔ اُن کے اخلاق اُن کے خلوصِ دل اسلام کیلئے ان کو غیرت اور اس سے محبت۔ نمازوں وغیرہ میں شرکت اور عربی کلمات اذان نماز وغیرہ کو سیکھنے میں انکی جہد بلیغ کو دیکھ کر جو خوشی ہوتی ہے۔ بسا اوقات جی چاہا ہے۔ کہ میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کو بھی شریک کر دوں۔ اور فرداً فرداً ان تمام نو مسلمین مردوں اور خواتین کا ذکر کروں جن کو اس وقت تک ملنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن اب تک اس سے معذور رہا۔ خدا نے چاہا۔ تو کسی دوسرے وقت میں انشاء اللہ اس خدمت کو سرانجام دُوں گا ؞

مگر قبل اس کے کہ وہ موقع میسر آئے لفٹنٹ جوزف عبد اللہ کے ساتھ کل کی ملاقات کا جو اثر میرے قلب پر ہے۔ جو خوشی لفٹنٹ موصوف کی قرآن خوانی کو سُن کر۔ اُن کو مسجد میں جاتے ہی دیوار پر لکھی ہوئی سُورۂ اخلاص اور دیگر آیات اور اسمائے الٰہی بیساختہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر اور نہ صرف نماز اور اذان وغیرہ سے ہی نہیں واقف پاکر بلکہ اُنکی وسیع اسلامی معلومات اور اُن کے قلب میں اسلام کے لئے ایک سچا جوش محسوس کر کے

حاصل ہوئی - ہاں ان ایام مصیبت وبلا میں جبکہ اسلام کو بدنام کرنے کیلئے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کو وحشت وبربریت کا مجسمہ ٹھیرایا جاتا ہے ایک انگریز کے اس جگہ سے شرافت اور اخلاق حسنہ کو تصویرین کر آنے والا جو نہ مٹنے والا نقش میرے قلب پر ہوا ہے چاہتا ہوں کہ آپکے ناظرین کو بھی اس سے مطلع کروں - اور اسلام کی سادگی اور کشش کا جو ہماری رنگ آمیزیوں اور فرقہ بندیوں سے تیرہ سو برس کی داستان پارینہ بن چکی ہے دوبارہ یورپ کے اندر زندگی اور نشوونما حاصل کرنے کی کیفیت عرض کروں۔

لفٹنٹ موصوف کا اصلی نام جے - ای وارڈ ہے - وہ رومن کیتھولک مذہب کے پیرو تھے جو عقیدہ اور عمل کے لحاظ سے تمام عیسائی فرقوں میں سے الوہیت مسیح کو مانتے ہیں بہت سخت واقعہ ہوئے ہیں - بلکہ وہ حضرت مریم کو بھی لائق پرستش سمجھتے اور مسیح اور مریم دونوں کے بتوں کی پوجا کرتے ہیں - یہ لوگ پوپ کے پیرو ہیں - اور دوسرے عیسائی فرقوں کی طرح آزاد خیال نہیں ہوتے - تاہم سعید روحیں بھی ہر جگہ ہوتی ہیں - لفٹنٹ موصوف اپنی فوج کے ساتھ عراق عرب میں گئے - اور وہاں وہ اسلام کی سادگی اور معقولیت پر نثار ہو گئے - ان کو اسلام لائے ابھی نو ہی مہینے ہوئے ہیں لیکن اس قلیل مدت میں اسلام سے جو گہری واقفیت انہوں نے حاصل کی ہے وہ لائق رشک ہے - وہ قرآن بخوبی پڑھ سکتے ہیں - وضو اور نماز کے سخت پابند ہیں اور یہ ذکر کرنا کسی فرقہ کے ساتھ منسوب ہونے کی بجائے صرف مسلم کہلانا بہت پسند کرتے ہیں یہ وہ سبق ہے جس کو آج ہمارے ہندوستانی مسلمان قطعاً بھلا بیٹھے ہیں - اور انہوں نے اسلام کی سادہ تعلیم کو تشطط وافتراق کا آماجگاہ بنا لیا ہے لفٹنٹ موصوف اسکے متعلق دیر تک باتیں کرتے رہے - بالخصوص حضرت علی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی ایک دوسرے پر فضیلت کے متعلق جو شیعہ و سنی کے اختلاف کا موجب ہے - انہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا - کہ کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کی بجائے ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ ان دونوں کو نیک و پارسا اور آنحضرت صلعم کے سچے رفیق اور مونس سمجھیں بلکہ حضرت عمرؓ کے جوش اسلام پر تو ایران کا ملک ایک کھلی شہادت ہے +

کیا ہندوستان کے شیعہ و سُنی حضرت جو انہی چھوٹی چھوٹی باتوں کو مسلمانوں کے خون کے بہانے اور ایکدوسرے کے خلاف دفتر اور ورق سیاہ کرنے کا ذریعہ ٹھیرا لیتے ہیں۔ ایک انگریز نومسلم کی اس پاکیزہ خیالی کی داد نہ دیں گے۔ اور اس سے سبق حاصل کر کے راہ امن و اتحاد پر گام زن نہ ہونگے ؟

اس کے ساتھ ہی کس قدر خوشی کی بات ہے کہ جس مقام کو آج وحشت و بربریت کی جگہ قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کا مرکز اور گھر ہے۔ اور انگلستان میں تبلیغ اسلام کرنیوالوں کے سر پر یہ الزام دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اسلام کو بنا سنوار کر کچھ کا کچھ بیان کرتے ہیں جو یورپین قلوب کو لبھا لیتا ہے۔ ورنہ اصل اسلام کچھ اور ہے جو ہندوستان اور اسلامی ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اس جگہ اور انہی اسلامی ممالک کے اندر ہاں اسی نام نہاد وحشت و بربریت کے گھر میں ایک انگریز فوجی لفٹننٹ اس اسلام کا والا و شیدا ہوتا ہے۔ جس کو کچھ اور اور انگلستان کے اسلام سے مختلف قرار دیا جاتا ہے۔ لفٹننٹ موصوف خود ہی اسبات کو اپنی چٹھی میں بیان کیا ہے۔ جو انہوں نے اپنی واپسی سے پہلے بھیجی تھی۔ اور اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر میں طبع ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

اگر انگلستان کا کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ دوکنگ مسلم مشن اسلام کی جو شکل و صورت پیش کرتا ہے یہ بہت بلند پایہ ہے۔ اور اصل چیز جو اسلامی ممالک میں دستیاب ہوتی ہے وہ اس سے بہت مختلف ہے۔ تو اس کے جواب میں آپ میری مثال کو پیش کر سکتے ہیں۔ میں ایک اسلامی مُلک میں مسلمان ہوا۔ جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ ہے جہاں جناب حسینؓ اور آپکے ساتھی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ جہاں حضرت ابو حنیفہ۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ موسیٰ کاظمؒ۔ محمد جوادؒ۔ الحسن العسکریؒ اور اسی قسم کے بہت سے اولیاء اللہ اور علماء اسلام پیدا اور دفن ہوئے +

یہ گویا اسلام میں حجاز سے دوسرے درجہ پر قابل تقدیس مقام ہے کسقدر غیرت اسلام ان الفاظ سے ٹپکتی ہے۔ اور ایک تھوڑے ہی عرصہ میں اسلام سے کسقدر واقفیت انہوں نے حاصل کی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس مقام کی بدولت ہے جس کو اسلام کا اصلی گہوارہ ہونے کی وجہ سے

وحشت و بربریت کا گھر سمجھا جاتا ہے۔ لفٹننٹ موصوف کے قلب میں اللہ تعالے نے تبلیغ اسلام کا ایک گہرا جوش ودیعت کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ اپنی اولاد کو بھی جو روم من کیتھولک ہیں آہستہ آہستہ اسلام سے واقف کر کے مسلمان بنانے کی فکر میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے اور اس سے بڑھ کر اسلامی خدمات کی توفیق عنایت کرے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار:- دوست محمد۔ از ووکنگ۔ انگلستان

مراسلہ مسجد ووکنگ نمبر ۴

مورخہ ۸ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

گذشتہ ہفتہ لفٹننٹ وارڈ جوزف عبد اللہ کے جوش اسلامی اور ملاقات کا مفصل ذکر کر چکا ہوں۔ اس اتوار کو مولینا مولوی صدر الدین صاحب نے مسجد ووکنگ میں اپنے لیکچر کے بعد لفٹننٹ موصوف کا حاضرین سے تعارف کرایا اور انہیں بتایا۔ کہ اسلام کی جو خوبیاں میں نے بیان کی ہیں وہ محض خیالی باتیں نہیں ہیں۔ بلکہ اسلامی دنیا میں کم و بیش موجود ہیں۔ جس کے لفٹننٹ موصوف شاہد ہیں۔ اسی وقت موصوف کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے ایک مختصر تقریر میں اس اخوت اسلامی۔ اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق اور سادگی مذہب کو جو اُن کی توجہ کو کھینچنے اور اسلام پر نثار ہو جانے کا موجب ہوئے۔ بچشم خود اسلامی ممالک میں دیکھنے کی شہادت دی۔ آپ نے بتایا۔ کہ میں جس وقت مسلمان ہوا۔ ووکنگ مشن کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔ اور جب پتہ لگا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ مشن اسلام کو جس صورت میں پیش کرتا ہے۔ وہ دراصل عملی اسلام نہیں میں نے اُس وقت اس کا جواب یہاں لکھا۔ کہ یہ وہی اصل اسلام ہے۔ جس کو میں نے بچشم خود عمل میں آتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک معزز لیڈی جو اس لیکچر میں بھی اسکو مولوی صاحب کا وعظ اور اسلام کی خوبیاں سنکر بہت اثر ہوا۔ اس نے اعتراف کیا۔ کہ یہ وہ باتیں ہیں جن کو ہمارے دل چاہتے ہیں کہ مذہب میں پائی جائیں۔

علاوہ ازیں اس جمعہ کو کچھ ہندوستانی سپاہی افسر جو فرانس میں آئے ہوئے تھے انگلستان کی سیر کرتے ہوئے اس جگہ آئے۔ مولوی صاحب تو جمعہ پڑھانے لندن گئے ہوئے تھے اخویم عبد اللہ جان صاحب نے انہیں یہاں جمعہ پڑھایا۔ یہاں سے بہت عمدہ اثر لیکر گئے۔ اللہ تعالے اسے بارآور کرے۔ والسلام

نیازمند۔ دوست محمد۔ از ووکنگ انگلستان

مراسلہ مسجد ووکنگ نمبر ۵

مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء

ایک اور انگریز خاتون کا قبول اسلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ہفتہ ایک اور نومسلم کا اضافہ ہؤا۔ ایک خاتون راشل اڈیس لیوی گذشتہ جمعہ (مورخہ ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء) کو لندن مسلم ہوس میں آئی۔ اور مولینا مولوی صدرالدین صاحب کے ہاتھ پر داخل حلقہ اسلام ہوئی +

یہ لورپول کی رہنے والی اور بہت بڑی مالدار اور صاحب عزت و شان خاتون ہیں ان کا دستخطی اقرار نامہ اس وقت میرے سامنے ہے جسمیں وہ لکھتی ہیں:-

"میں راشل اڈیس لیوی بنت ہائمن لیوی آف ..... لورپول مضبوطی اور صدق دلی کے ساتھ یہ اعلان اور اقرار کرتی ہوں کہ اسلام میرا آیندہ مذہب ہوگا۔ اور کہ میں ایک خدا کو ہی اپنا معبود حقیقی سمجھونگی۔ میں تمام انبیائے کرام کی بڑی ہی عزت و ادب ملحوظ رکھونگی۔ میں حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین آخری نبی یقین کرونگی اس کے ساتھ ہی میں آئندہ ایک اعلےٰ مسلم زندگی بسر کرنے کا اقرار کرتی ہوں" +

خاتون موصوفہ کا اسلامی نام رقیہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ایمان میں مضبوطی اور استقامت عطا فرمائے۔ اور اعلےٰ مسلم زندگی بسر کرنے کی توفیق دے اور خادم دین بنائے آمین

(۲) اس اتوار مورخہ ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو مولینا مولوی صدرالدین صاحب کا ایک زبردست لیکچر مسجد ووکنگ میں ہؤا۔ جسمیں آپ نے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الخ سے استدلال کرتے ہوئے بتایا۔ کہ اسلام نے مذاہب کے دو ہی ضروری رکن قرار دئیے ہیں +

(الف) اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان +

(ب) مخلوق الٰہی کے ساتھ سچی ہمدردی اور حسن سلوک +

اسی کو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

(الف) تعظیم لامر اللہ

(ب) شفقت علی خلق اللہ

کے دو نہایت ہی مختصر اور جامع جملوں میں بیان کیا۔ اور درحقیقت اللہ تعالےٰ پر ایمان کے ساتھ مخلوق خدا کی سچی ہمدردی جب تک نہ ہو کوئی شخص مذہب پر عامل نہیں سمجھا جاسکتا۔ اور نہ ہی ایمان کا مفہوم ہی پورا ہوتا ہے۔ باوجود بہت زیادہ سردی اور بارش کے اس لیکچر میں بھی حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ اللہ تعالےٰ سب کو راہ حق پر گام زن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

نیازمند۔ دوست محمد۔ از ووکنگ انگلستان

بنی نوعِ انسان کا بہترین دوست

یہ امر محتاج دلیل نہیں ہے کہ بنی نوع انسان کا بہترین دوست حقیقی معنوں میں وہی کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے جس کی ذات بدرجہ اتم انسان کے لئے باعثِ خیر و برکت ہو۔ وہ موجودہ تمام سامان مہیا کرے جن کے استعمال سے انسان زندگی کے ہر شعبہ میں رفعت و ترقی حاصل کرسکے یا بالفاظ دیگر وہ جو انسان کو اس قابل بنائے کہ ایک کامیاب زندگی بسر کر سکے +

یہاں پر طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے کے نزدیک کامیابی یا بھلائی کا کیا مفہوم ہے۔ کیونکہ اس معرکۃ الآرا مسئلہ پر کثرت سے مختلف و متضاد خیالات جہان میں موجود رہے ہیں۔ اور ہیں مثلاً بعض کے نزدیک انسانی بھلائی اسی پر مشتمل ہے کہ انسان کو گناہ کے نتیجہ آہنی سے رستگاری حاصل ہو۔ اس خیال کے گروہ کے نزدیک گناہ فطرت انسانی کا ایک لاینفک جزو ہے۔ جو ایک رحیم پروردگار کی طرف سے اس کو عطا ہوا ہے اور انسان کی عمر بھر کی کوششوں اور محنتوں کا مقصد ہونا چاہئے کہ اس سے نجات حاصل کرے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ آخر کیوں۔ کیا یہ میرے لئے شایاں ہے کہ اس عطیہ الٰہی کو رد کردوں۔ خداوند تعالیٰ نے یہاں اور بہتیرا عطایا مجھ پر کئے ہیں۔ مثلاً نطق و بصارت یا سماعت وغیرہ وہاں یہ بھی

میری فطرت کا ایک حصہ بنادیا ہے کہ میرے لئے زیبا ہے۔ کہ میں ان نعمتوں کا شکریہ اس رنگ میں ادا کروں۔ کہ اپنی زبان یا کان کاٹ لوں۔ یا آنکھیں نکال پھینکوں۔ تو پھر کیوں گناہ جو بعینہٖ اسیطرح خدا کی طرف سے ایک عنایت ہے اس سے اپنی مخلصی کرانے کی کوشش کروں

۵ بدی جو بھی جو میری فطرت میں وقت پیدائش تو کیوں بدی کو نہ سمجھوں عنایت الٰہی

اگر میں ایسی کوشش کروں تو یہ خلاف فطرت نہیں تو اور کیا ہوگی۔ لیکن اس مشکل کا خاتمہ یہاں ہی نہیں ہو جاتا۔ ایک خلاف عقل بنیاد پر جو عمارت کھڑی ہو سکتی ہے وہ بھی خلاف عقل ہی ہوگی ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا مے رود دیوار کج

اگر کسی تقدس مآب پادری صاحب سے گذارش کیجاوے کہ حضرت چلئے یہی مقصد ہماری زندگی کا سہی بتائیے اس کے حصول کے واسطے کون سبیل ہے۔ کون سے قواعد ہیں جن پر پابند رہ کر میں یہ مقصد حاصل کر سکتا ہوں۔ تو کیا جواب ملتا ہے۔ اس واقعہ پر ایمان لاؤ کہ فلاں شخص تمہارے گناہوں کے بدلے سزا پا چکا ہے۔ تو تم تمام گناہوں سے نجات پا چکے خواہ وہ گذشتہ ہوں یا موجودہ یا آیندہ اس مہمل عقیدہ کی تشریح جناب رائیٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے الفاروق نے اپنی کتاب اسلام کی طرف مغرب کی بیداری میں ایک تمثیل بنا بر ذریعہ سے کس وضاحت سے کی ہے۔ ایک متلاشی حق کسی پادری کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ جناب مجھے مذہب کے متعلق کچھ ہدایت فرما سکتے ہیں۔ حضرت تقدس مآب نے فرمایا۔ کیوں نہیں صرف اس پر ایمان رکھو۔ کہ ہاکی پاکی وسکی پنگ" سچ ہے تو بس نجات ہی نجات ہے۔ کچھ سوچ کر سائل نے جواب دیا۔ کہ اچھا پادری صاحب میں اس پر غور کرونگا۔ مجھے اس وقت اسکی سمجھ نہیں آئی۔ اس کے بعد وہ اس پاک اور معقول پیشہ کے کسی اور رکن کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ جس کے چہرہ پر تقدس چڑھانے کیلئے اول الذکر کی طرح ریش دراز تو نہ تھی۔ اور نہ ہی کوئی لمبا جُبّہ زیب تن تھا۔ ہاں نفیس کالا فراک کوٹ پہنے تھا۔ انکی خدمت میں عرض کیا کہ یہ نسخہ فلاں صاحب نے تجویز کیا ہے۔ آپ کی اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ جواب ملا کہ یہ تو بہت ہی

خطرناک عقیدہ ہے۔ اس سے تو تم براہِ راست دوزخ میں جھونک دیئے جاؤ گے۔ شاید یہ شیطان نے القاء کیا ہو گا۔ یہ لو میں حقیقی نجات کا راستہ بتلاتا ہوں۔ سچے دل سے اسکی صداقت پر ایمان رکھو "بِکی پکی رِکی رِرکی"۔ اس پر ایمان باعث نجات ہو تا کہ فلاں شخص اس طرح مارا گیا۔ کیا مذکورہ بالا دو مہمل فقروں کی نسبت کم مضحکہ انگیز ہے۔ کیا یہ تمام اخلاق کو بیخ و بُن سے اُکھاڑنے کیلئے کافی نہیں ہے +

اِسی طرح اور مختلف خیالات کے لوگ ہیں بعض کے نزدیک خواہشات و جذبات کی تسکین اور بعض کے خیال میں عقل کی تشفی میں اِنسانی کامیابی کا راز مضمر ہے کوئی فطرت انسانی کے اس پہلو کو اور کوئی اس کو نشو و نما دینا زندگی کا مقصد اعلیٰ سمجھ بیٹھا ہے۔ اسواسطے لازمی ہے کہ جو شخص مصلح بنی نوع کا ذمہ اُٹھائے سب سے اوّل ایک صحیح نصب العین انسانی زندگی کا پیش کرے جو فطرت انسانی کے ہر ایک پہلو کو مدنظر رکھے۔ اور کسی ایک کو دوسرے پر قربان نہ کرے۔ نے الحقیقت انسان کا صحیح نصب العین تو کھلے طور پر نظر آجاتا ہے اگر ہم صحیفہ قدرت پر ایک سرسری نظر ڈالیں جس کا انسان ایک جزو ہے مثلاً ایک سیب کے بیج کا مقصد اعلیٰ کیا ہو سکتا ہے یہی کہ اسکے اندر جو قویٰ قدرت نے رکھ دیئے ہیں وہ نشو و نما پائیں اور اس کمال کو حاصل کریں جو اسکے لئے اسکے خالق نے مدنظر رکھا ہے۔ اسی طرح اِنسان کی کامیابی اسمیں ہے کہ اس کے اندر جسقدر قویٰ ایک خفتہ حالت میں مخفی ہیں وہ بیدار ہوں۔ اور بتدریج نشو و نما پاتے ہوئے اپنے مقدر کمال کو حاصل کریں۔ پس انسان کے دوست کا فرض اولین یہ ہو گا۔ کہ ہمارے سامنے ایک صحیح نصب العین رکھے +

ساتھ ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ ہماری فطرت کا تاریک اور مایوس کُن نقشہ نہ کھینچے۔ مثلاً جیسے اُوپر ذکر ہوا ہے کہ گناہ فطرت ہی میں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جس سے ہر ایک شخص جس کو مطالعۂ فطرت انسانی کا موقع ملا ہے واقف ہے کہ مایوس کُن حالت میں انسان پستی کی طرف گرنے پر مائل ہوتا ہے۔ اور حوصلہ افزا حالات میں علو کی طرف اگر ایک طالب علم کے متعلق اُستاد بار بار یہ خیال ظاہر کرتا رہے۔ کہ تو کسی کام کا نہیں تو ایک دن ہو گا۔ کہ وہ کلاس کے بدترین طلباء میں سے ہو گا۔ خواہ وہ کیسا ہی ذہین اور ہوشیار کیوں نہ ہو۔ اور اس کے برخلاف اگر وہ [illegible] لڑکے کو اچھا [illegible] جائے تو وہ بہت

وہ ترقی کر لیتا ہے اگر میری فطرت ہی میں خالق کل نے بدی کا بیج رکھ دیا ہے تو مجھے کیا ہمت پڑ سکتی ہے کہ بدی سے بچنے کا خیال تک بھی کر سکوں۔ چہ جائیکہ اخلاق فاضلہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں۔ اس واسطے انسان کے دوست کا دوسرا فرض یہ ہوگا کہ فطرت انسانی کا وہ روشن نقشہ پیش کرے۔ جو اس کے لئے حوصلہ افزا ہو +

اس کے علاوہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ مخفی طاقتوں کو بالفعل کرنے کے لئے مناسب و موزوں حالات کا ہونا ضروری ہے۔ جن کے بغیر وہ ہرگز نشوونما نہیں پا سکتیں مثلاً آم کی گٹھلی میں بالقوی ایک بڑا اونچا اور شیریں پھل والا درخت موجود تو ہے مگر اس مخفی حالت کو حقیقت کرنے کیلئے ضروری ہے۔ کہ گٹھلی کو مناسب زمین میں مناسب آب و ہوا میں لگا کر خاص قواعد کے مطابق پرورش کیجائے۔ تب کمال حقیقی کو حاصل کر سکتی ہے۔ اسیطرح انسان کے اندر اخلاق فاضلہ کے جسقدر بیج بھی موجود ہیں اُن کے مناسب حال ہی سامان مہیا ہوں تو اُس کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ مصائب کا پہاڑ سر پر نہ ٹوٹے تو سوقت مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تو استقلال کی صفت کب پیدا ہو سکتی ہے۔ دشمن سے مقابلہ ہی نہ پڑا ہو تو شجاعت کہاں کی۔ الغرض کسی خلق کے پنپنے کے لئے جو انسان کی فطرت میں ایک بیج کے طور پر موجود ہے ضروری ہے کہ انسان مخصوص حالات میں سے گذرے جسقدر ایسے حالات کا دائرہ وسیع ہوتا جاوے اُسی قدر انسان میں زیادہ اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور برعکس اس کے جسقدر یہ دائرہ تنگ ہوتا جائے اخلاق میں متناسب تنگی پیدا ہونا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر وہ شخص جو انسانی سوسائٹی سے قطع تعلق کر کے کسی پہاڑ کی چوٹی۔ دریا کے کنارہ یا جنگل کا گوشہ میں اپنا بسیرا بنائے۔ وہ بیشمار اخلاق فاضلہ سے محروم ہو جاتا ہے جن کے نشوونماء کا دارومدار ہی ان حالات پر ہے۔ جو سوسائٹی میں رہکر پیدا ہوتے ممکن ہیں انسان کی ترقی اس کے دائرہ عمل کے متناسب ہوا کرتی ہے۔ ایک کی وسعت دوسرے کی وسعت وابستہ ہے۔ اگر انسان اپنے دائرہ عمل کو اپنے اردگرد مختلف مخلوقات تک وسعت دیتا۔ تو موجودہ سائنس کے کرشمے کب ممکن ہوتے ایک زمانہ وہ بھی تھا جب لوگ

قدرت میں بعض چیزوں کو معبود سمجھتے۔ جس کو اس مقام تقدس پر کھڑا کیا جائے۔ تو کیونکر ممکن ہے کہ اُس کو اپنا مضمون بنانے کا خیال تک بھی آسکے۔ اگر ایک گھوڑا میرا معبود ہے تو میں اُسکو اپنے لئے مفید نہیں بنا سکتا۔ وہ میرے لئے نہیں ہے بلکہ میں اسکے لئے ہوں۔ اسیطرح سورج۔ چاند۔ ستاروں نیز ہوا۔ آگ اور دیگر مناظر قدرت کی پرستش کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔ کہ انسان میں اُن کو اپنا معمول اور اپنے لئے مفید بنانے کا کبھی خیال نہیں آیا۔ مگر جب وہ یہ سمجھنے لگا کہ یہ تو میری خدمت کیلئے ہیں۔ تو اُن سے کیا کچھ کام لیا۔ علم کے دائرہ کو کتنا وسیع کر دیا خلاصہ کلام انسانی طاقتوں کی نشو و نما وسعت میدان عمل کی نسبت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے اس ہادئی انسان کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ اسکی فطرت کا صحیح نقشہ کھینچ کر ایک اعلیٰ اور ارفع زندگی کا مقصد پیش کرے۔ اسکے میدان عمل کو اسقدر وسعت دے کہ اسکی فطری قوتوں کے نشو و نما کیلئے کافی حالات بہم پہنچ سکیں +

چوتھا فرض جو ایسے انسان پر عائد ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ قانون بنائے جن پر انسانی قوتیں معراج حاصل کر سکتی ہیں۔ انسان کی فطرت جو نہایت پیچیدہ واقع ہوئی ہے ہدایات کی محتاج ہے کہ مقررہ ہدایات ہوں جن کے مطابق وہ پرورش پاکر انتہائی کمال حاصل کر سکیں +

آخری اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ وہ مصلح اپنی زندگی میں اپنی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرے۔ حالات کیسے ہی حوصلہ افزا کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی انسان کو ضرورت پڑتی ہے۔ کہ اس کے سامنے کوئی نمونہ ہو۔ نمونہ سے کسی کام کے متعلق ذہن میں صحیح نقشہ پیدا ہونے کے علاوہ دل میں اُمنگ پیدا ہوتی ہے حوصلہ بڑھتا ہے۔ اور جو کام پہلے مشکل دکھائی دیتا تھا آسان ہو جایا کرتا ہے۔ یہ روزمرہ کے مشاہدہ کی بات ہے جو محتاج ثبوت نہیں ہے۔ ہاں اسموقع پر ایک امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ نمونہ پیش کرنیوالے یعنی اُستاد اور شاگرد کی طاقتوں میں معقول مناسبت ہونی چاہیئے۔ ورنہ نمونہ کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی عقاب میرے سامنے بلند پروازی کا نمونہ پیش کرے تو میرے دل میں تو کوئی اُمنگ نہیں پیدا ہوسکتی۔ کہ میں بھی ایسا کروں ہاں اگر کوئی میرے جیسا انسان کسی ہوائی جہاز پر بادلوں کی سیر کرے۔ تو میرے دل میں بھی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور حوصلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی نیم خدا انسان کے لباس میں میری ہدایت کا دعویٰ کرے تو میرے لئے تو وہ اس سے زیادہ مفید نہیں ہے جس قدر ایک گھوڑے کا نمونہ

دینے والا ہو (۴) زندگی کیلئے قوانین بتلانیوالا ہو (۵) عملی نمونہ پیش کرنیوالا ہو +

بعثت اسلام

(حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ایل ایل بی کی قلم سے)

ا۔ عرب اسلام سے پہلے

یا

(زمانۂ جاہلیت)

مذہب اسلام نے آج سے تیرہ صدیاں پہلے جزیرہ نمائے عرب میں اپنا جنم لیا۔ اور سب سے پہلا سوال جو کہ اس مضمون کی بحث میں ہمارے دل میں اُٹھتا ہے یہ ہے کہ وہ کون سے حالات اور کیفیات تھیں جن کے ماتحت اس مذہب نے اپنا جنم لیا۔ تمام مسلمان مؤرخوں نے بلا کسی استثناء کے آمد اسلام سے پہلے کے زمانے کو زمانۂ جاہلیت کے اسم سے موسوم کیا ہے۔ یہانتک کہ قرآن مجید نے بھی جو کہ پرانی تاریخ کی سب سے زیادہ قابل وثوق ہمعصر روائد ہونے کی وجہ سے عام طور پر اسلامی تاریخ کی کلید سمجھا جاتا ہے اس کو یہی نام دیا ہے۔ اور حقیقت میں جاہلیہ کا لفظ مسلمان مؤرخوں نے قرآن شریف سے ہی لیا ہے مفصلہ ذیل حوالجات اِسبات کو صاف کر دیں گے:۔

(۱) سورۃ المائدہ پچاسویں آیت جسمیں زمانۂ جاہلیت کے فیصلوں کا ذکر کیا گیا ہے +

(۲) سورۃ الاحزاب تینتیسویں آیت جسمیں عورتوں کو اپنی زیب و زینت دکھانے سے جیسا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتی تھیں منع کیا گیا ہے +

(۳) سورۃ الفتح چھبّیسویں آیت جسمیں کافروں کا زمانہ جاہلیت کے متعلق دل میں نفرت اور کینہ کے خیالات کو رکھنے کا ذکر کیا گیا ہے +

اُن ایّام کے تذکرے سے جیسا کہ قرآن کریم میں پایا جاتا ہے۔ یہ ثابت ہوتا ہے کہ عرب اُس وقت نہایت ہی گمراہی اور بدترین حالت میں تھا۔ یہ زمانہ مذہب سے غفلت اور لاپرواہی اور سخت فسق و فجور کے زمانے سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اس زمانے کے عربوں کو جاہل بیوقوف لوگ تسخت جہالت

اور تاریکی میں گھرے ہوئے" "گونگے بہرے۔ اندھے۔ حیوانات سے بدتر" "قبر کے مردوں کی طرح" کے خطابات سے نامزد کیا گیا ہے! اور دوسری تواریخ بھی جن کے حصول ذرائع اور منبع و مخزن مختلف ہیں اس بات کی صاف طور پر تائید اور تصدیق کرتی ہیں۔ ہیں زمانہ جاہلیت کے عربوں کی خوبیوں۔ انکی مہمان نوازی۔ حریت پسندی۔ شجاعت و بہادری۔ اپنے قبیلے اور قوم سے وفاداری اور گہرا تعلق۔ انکی سخاوت اور دیگر مردانہ صفات سے منکر نہیں ہوں۔ مگر تہذیب کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ یہ خوبیاں اور صفات کبھی کبھی ہی اپنا جلوہ دکھادیں اور بس۔ مگر ان خوبیوں کے مقابل پر انکی برائیاں بیشمار اور نہایت قبیح تھیں اگر کسی مسافر کو کسی بدوی کے دروازے سے مہمان نوازی کی توقع ہوتی تھی۔ تو ساتھ ہی یہ بھی بالکل ممکن ہوتا تھا کہ اس کا مال و اسباب لوٹ لیا جائے۔ اس پر تن ڈھکنے کو بھی کپڑا نہ رہے۔ اگر ان کو اپنے قبیلے سے بہت لگاؤ اور تعلق تھا تو ساتھ ہی اس کے ایک بڑا نقص تھا۔ کیونکہ اگر ایک فرد واحد کو کوئی ذراسی بھی تکلیف پہنچ جاتی۔ تو تمام کا تمام قبیلہ لڑائی اور فساد میں پھنس جاتا تھا۔ اور بعض وقت ان کے دعاوی ابھی پورے بھی نہ ہونے پاتے تھے کہ تمام قبیلے کا صفایا ہو جاتا تھا۔ انتقام کی آگ اپنے پورے زوروں پر تھی۔ مگر صرف ان وجوہات پر ہم اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتے کہ آیا زمانہ جاہلیت کے عرب مہذب اور اہل بصیرت لوگ تھے یا وہ ایک جاہل اور وحشی قوم تھی جس نے تہذیب کی روشنی کی جھلک تک بھی نہ دیکھی تھی! اس تاریک اندھیرے کے درمیان جو کہ جزیرہ نمائے عرب پر چھایا ہوا تھا روشنی کے چند شرارے ہمیں اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتے۔ کہ ہم ان لوگوں کو مہذب اور اہل بصیرت لوگ کہہ سکیں۔

علم اور سائنس کا کوئی شمہ بھی عربوں میں ان کے اسلام لانے سے پہلے موجود نہ تھا۔ سوائے علم عروض کے جو کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سوسائٹی کے بالکل ابتدائی زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے۔ لکھنے کا علم بھی ان کو آتا تھا۔ مگر واقعات اور حالات بالکل نہ لکھے جاتے تھے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کو سائنس تاریخ کا موٹے سے موٹا علم بھی نہ تھا۔ زمانہ جاہلیت کے تاریخی اور حسب و نسب کے حالات نظموں کے ذریعے سے آئندہ نسلوں تک پہنچے ہیں۔ اور ایک نہایت تیز حافظہ کے ہونے کی وجہ سے وہ ضائع ہونے سے بچ گئے۔ اور محفوظ رہے۔ مجھے کسی ایسے

مضمون نثر کا علم نہیں ہے جو کہ زمانہ جاہلیت میں لکھا گیا ہو علم فلسفہ علم ریاضی علم سائنس وغیرہ وغیرہ بالکل مفقود تھے۔ اور سچ پوچھو تو اس قسم کے علم عرب کے قبیلوں کی بدویانہ زندگی کے کسی طرح موافق اور موزوں نہ تھے +

سیاسی نقطۂ نگاہ سے عرب کی حالت ایسی ابتر تھی کہ اُن کو مہذب بنانے کی تمام کوششیں بے سود تھیں۔ ملک میں کوئی نظم ونسق نام کو نہ تھا۔ ہر ایک قبیلے کا اپنا اپنا سردار تھا۔ اور وہ بھی اسلئے ہوتا تھا کہ وہ دوسرے قبیلوں سے جنگ کرنے میں ان کو اپنی سرداری میں لیجائے۔ گویا کہ گورنمنٹ اپنے حقیقی مفہوم میں ان میں مفقود تھی جس کی لاٹھی اسی کی بھینس والا معاملہ تھا۔ جو کوئی تلوار نہایت طاقت اور اُستادی سے چلا سکتا تھا وہ حکومت بھی کر سکتا تھا۔ مگر ہر ایک قبیلہ ہر ایک خاندان ہر ایک فرد بشر خود مختاری اور آزادی کی خاطر کوشاں تھا۔ اور جہانتک بھی ہو سکتا تھا کسی کی حکومت کو نہ مانتے تھے۔ قصہ کوتاہ اُس وقت کے حالات کسی پولیٹیکل اتحاد واتفاق کے سخت منافی تھے۔ اور اس وجہ سے وہ تہذیب سے بھی عاری تھے کیونکہ یہ اُسی حالت میں ممکن ہے جبکہ اتحاد واتفاق ہو۔ سر ولیم میور اپنی کتاب "لائف آف محمد" کے دیباچہ میں لکھتا ہے :-

کہ اُس وقت کی سب سے پہلی خصوصیت جو کہ ہماری توجہ کو اپنی طرف منعطف کراتی ہے وہ یہ ہے کہ عرب لوگ بیشمار جماعتوں میں متفرق تھے۔ اگرچہ انکی زبان۔ انکی رسوم وعادات انکی عزت اور اخلاق کا معیار ایک ہی تھا۔ مگر ہر ایک جماعت ایک دوسرے سے خود مختار اور سوا تھی۔ اور اکثر آپسمیں ایک دوسرے سے لڑائی چھڑی رہتی تھی۔ اور خون کے رشتے اور دیگر مصلحتوں کی وجہ سے اتحاد اور تعلقات ایک نہایت ہی معمولی وجہ سے نفاق اور سخت دشمنی سے بدل جاتے تھے۔ سو طلوع اسلام کے وقت اس گذشتہ عربی تاریخ کا خیال ہمیں ایک کاغذی سیر بین (جسمیں کانچ کے رنگ برنگے ٹکڑے اُسکو گھمانے پر مختلف شکلیں اختیار کرتے ہیں) کی طرح اتحاد اور نفرت ونفاق کی ایک ہمیشہ گھٹتی بڑھتی حالت کو ظاہر کرتا ہے جس نے کہ عام اتحاد واتفاق کی کوششوں کو اب تک بالکل بے سود اور ناکام رکھا" ان لگاتار لڑائی جھگڑوں اور سیاسی تفرق اور نفاق کی طرف قرآن مجید ایک سے زیادہ موقعوں پر اشارہ کرتا ہے مثلاً اس مندرجہ ذیل آیت کو دیکھو :-

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ (سورۃ آل عمران رکوع ۱۱) **ترجمہ**:۔ اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آ لگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا"۔

یہ بات ضرور ذہن نشین ہو جانی چاہئے۔ کہ جب مسلمان مؤرخ عرب کے اسلام سے پہلے زمانے کو "زمانۂ جاہلیت" سے موسوم کرتے ہیں۔ تو انکی مُراد اس سے لٹریچر، علم و فن اور سائنس سے ناواقفیت نہیں ہوتی بلکہ وہ اس سے تمام تمدنی اور اخلاقی اصولوں اور حقیقی مذہب سے لاعلمی مراد لیتے ہیں۔ چاہے پُرانے عربوں کے علم عروض کا پایہ کیسا ہی بلند کیوں نہ ہو مگر اس سے انہوں نے کوئی تمدنی، اخلاقی اور مذہبی اصول حاصل نہیں کئے۔ ان میں اپنی بیٹیوں کو زندہ گاڑ دینے کی وحشیانہ رسم اور ایک عورت کے کئی شوہر ہونے کے رواج کے سب قائل ہیں۔ ان میں حبالۂ نکاح بہت کمزور اور ڈھیلا ہوتا تھا کیونکہ شوہر جس وقت وہ چاہے اپنی بیوی کو الگ اور رد کرسکتا تھا۔ عورت کا درجہ بہت کمتر تھا۔ اور کسی وقت وہ خاوند کی ملکیت کا ایک حصہ خیال کیجاتی تھی۔ وہ وراثت کا ایک حصہ بھی، چنانچہ متوفی کا وارث اور دوسری چیزوں کے ساتھ اسکی عورت پر بھی قبضہ کرلیتا تھا۔ اسی وجہ سے سوتیلے بیٹے کے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لینے کی وحشیانہ رسم جاری تھی۔ جس رسم کو قرآن شریف نے قطعاً نابود کردیا۔ زناکاری نہایت حد درجہ پہنچی ہوئی تھی شراب نوشی بالکل عام تھی۔ اور جوئے بازی کی قبیح عادت یہاں تک زور پکڑ گئی تھی کہ ایک آدمی اپنی تمام ملکیت ہار جانے کے بعد اپنی آزادی پر شرط لگانے سے بھی نہیں ہچکچاتا تھا۔ اور جس کو ہار جانے کی صورت میں وہ دوسرے کا غلام ہو جاتا تھا۔ تمام تمدنی اور اخلاقی قانونوں کے ناپید ہونے کی حالت میں یقیناً ہم ایسی سوسائٹی کو سوسائٹی کے اصل مفہوم میں نہیں بلا سکتے۔

زمانۂ جاہلیت کے عربوں کا مذہب اور زیادہ صاف طور پر ان کے فوق العادت چیزوں کے متعلق جاہلانہ خیالات اور ان سے لاعلمی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کا مذہب چند لفظوں میں اس طرح

ادا ہوسکتا ہے۔ اول بُت پرستی جو کہ بڑی گہری جڑیں پکڑ گئی تھی۔ دوئم ذی رُوح اور غیر ذی رُوح چیزوں کی پوشیدہ طاقتوں سے ڈرنا اور ان کی عزت اور عبادت کرنی۔ وہ صرف بُتوں کو ہی نہیں پُوجتے تھے جنمیں سے ۳۶۰ صرف خانہ کعبہ میں ہی رکھے ہوئے تھے۔ بلکہ وہ قدرت کی طاقتوں مثلاً سُورج۔ چاند ستاروں کی بھی پرستش کرتے تھے۔ یہانتک کہ پتھر۔ درخت اور ضمیر کی لایعنی شکلیں اور اور کئی چیزیں بھی اُن کے معبود ہونے کا شرف رکھتی تھیں" +

جبکوئی خوبصورت پتھر ان کو ملتا تھا۔ تو اسکی پرستش کرنے لگتے تھے۔ اور اگر یہ ہاتھ آتے تو ریت کے ایک تودے پر اُونٹ کا دُودھ دوہ دیتے تھے اور اسکی پُوجا کر لیتے تھے"۔ زبن النسان کی قربانی بھی مفقود نہ تھی۔ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے دیوتاؤں کی مرضی تیروں کے ذریعے پیشینگوئی کرنے سے معلوم کیجاتی تھی۔ ان سب عقیدوں اور توہمات کے ہوتے ہوئے بھی عرب لوگ ایک لامذہب قوم تھی۔ ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کہ کسی آیندہ زندگی پر یقین نہیں رکھتے تھے اور ان کے خیالات ایپیکیورینز (epicureans) کی طرح نفس پرستی اور عیش پر مبنی تھے۔ اور وہ جو کسی آیندہ زندگی پر یقین کرتے تھے۔ سو وہ مردے کی قبر پر ایک اُونٹ کو رسّی سے باندھ دیتے تھے۔ تاکہ وہ بھوک سے مر جائے۔ اور حشر کے دن اس متوفی کی سواری کے کام آئے۔ بوسورتھ سمتھ (Bosworth smith) لکھتا ہے کہ "ایک عجیب پُر از سحر وہم ان میں پھیلا ہوا تھا۔ کہ مُردے کی رُوح اسکی قبر پر ایک اُلّو کی شکل میں منڈلاتی رہتی ہے۔ اور اگر وہ شخص مقتول ہوا ہے۔ تو وہ اُلّو "اسقونی۔ اُسقُونی" یعنی (مجھے پینے کو دو۔ مجھے پینے کو دو) چلاتا پھرتا ہے۔ اور وہ برابر چلاتا رہتا ہے جب تک کہ اسکے قاتل کا خون نہ گرایا جائے۔ کبھی دفعہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ عرب لوگ اللہ تعالیٰ کو بھی مانتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا عقیدہ بھی صرف کہنے کی بات تھی۔ ہر ایک دیوی اور دیوتا کے فرائض بھی جدا جُدا تھے۔ اور اُن کی پرستش بھی مختلف مطالب اور مُدعاؤں کو حاصل کرنے کیلئے کیجاتی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی اس طرح نہیں۔ بلکہ اُن کا خیال تھا کہ وہ سب دیوی دیوتاؤں پر حکمران ہے۔ اور دنیاوی معاملات کی باگ اُن کے ہاتھوں میں دیدی ہے۔ گویا کہ قومی طریق عبادت سوائے اصنام پرستی کے جو کہ بڑی گہری جڑیں پکڑ گئی تھی اور تمام ذی رُوح اور غیر ذی رُوح چیزوں کی

عزت اور عبادت کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ یہ مذہب تھا اور یہ عرب کی تمدنی اور اخلاقی حالت تھی۔
اور کوئی آدمی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ ایک سخت جہالت اور گمراہی کا زمانہ تھا۔
زمانۂ جاہلیت کے عربوں کا تمدنی اخلاقی اور مذہبی مطلع بدکاری۔ توہمات اور لڑائی اور
جھگڑوں کی وجہ سے سخت تاریک ہو گیا تھا۔ اس سیاہ اور تاریک رات میں سرزمین عرب
پر سیاہ اور گہرے بادل چھائے ہوئے تھے۔ اور عربوں کے علم عروض سے محبت اگر اسکی کچھ بھی
قدر و قیمت تھی تو وہ ایک دھندلے ستارے کی طرح تھی جو کسی چھٹے ہوئے بادل میں سے چمک رہا ہو +
عیسائی اہل قلم بعض وقت اس ناکمل عیسائیت کے خوشگوار اثر کی طرف اشارہ
کرتے ہیں۔ جو کہ اس وقت ملک عرب میں موجود تھی۔ مگر یہ ایک قابل بحث امر ہے کہ کیا
عیسائیت نے اپنے شروع کے زمانے میں دنیا پر کوئی مہذب اثر ڈالا ہے۔ غیر متعصب
سوچنے والوں نے اس کے متعلق بہت ہی شکوک کا اظہار کیا ہے۔ اور جہانتک کہ تاریخ پہلی صدی
کو الگ رہی تو دوسری صدی کے عیسائیوں کی حالت کو ظاہر کرتی ہے وہ بجائے دلکش ہونے کے
نہایت ہی قابل نفرت ہے۔ پس یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ عرب میں اسلام سے پہلے شراب نوشی
اور قمار بازی کا عام رواج تھا کیونکہ عیسائیت کے اثر سے پھیلا ہے۔ اور عیسائیت کہانتک
اسکی ذمہ دار ہے مگر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائے تھے ظاہر
کرتے ہیں۔ ... درست ضرور ہے۔ جیسا کہ ڈوزی (صفحہ ۵۴)
کہتا ہے حضرت علی نے بالکل مبالغہ نہیں کیا جبکہ آپ نے ایک قبیلے کی نسبت جسمیں
عیسائیت اچھی طرح لگی ہوئی تھی فرمایا کہ وہ تو شراب نوشی کے سوا عیسائی نہیں ہیں۔ اور اگر کوئی چیز
انہوں نے اس مذہب سے لی ہے تو وہ شراب نوشی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں عیسائی شعراء بھی تھے
اور انکی نظمیں اس بات کی کافی اور شافی شہادت دیتی ہیں۔ کہ وہ اس وقت کی عام برائیوں
مثلاً جوا بازی زناکاری۔ اور شراب نوشی میں ویسے ہی ڈوبے ہوئے تھے جیسے کہ انکے
بت پرست اور کافر بھائی۔ سر ولیم میور جیسا متعصب مورخ بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا
ہے کہ ساتویں صدی میں عیسائیت بحیثیت مجموعی بہت ضعیف اور گندی تھی۔ اور آپس کے
اختلافات اور جھگڑوں سے اسکی تمام طاقتیں سلب ہو گئی تھیں۔ اور اگلے زمانے کے پاک

صاف اور وسیع مذہب کی بجائے اب بدعت اور دین باطل کے چھچھورا پن اور اوچھے پن نے جگہ لے لی تھی ٭

بعض دفعہ اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ عیسائیت کے عقیدہ وحدانیت نے عربوں کے دلوں پر اپنا اثر کیا - اور یہ اسی اثر کی وجہ تھی کہ بعض لوگ جو حنیف کہلاتے ہیں - سچے مذہب کی جستجو میں روانہ ہوگئے مگر واقعات اس دعوے کی تائید نہیں کرتے "خدائے واحد" اللہ تعالیٰ کا علم اس وقت کی عیسائیت کو بہت کم تھا - وہ قریباً قریباً اللہ تعالیٰ کے نام ہی سے بیگانہ تھی - کیونکہ جس خدا کی وہ پرستش کرتے تھے وہ ایک فانی ہستی تھی - اور یہ جناب مسیح اور انکی الوہیت تھی جس کی بابت عیسائیت کے مختلف فرقے آپس میں جھگڑے اور بحث مباحثے کر رہے تھے عیسائیت اللہ تعالیٰ کی تعلیم نہیں دیتی تھی - بلکہ یسوع مسیح کی الوہیت منواتی تھی - اور فرقہ حنیف نے مسیح کو کبھی خدا نہیں مانا - حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت نے کبھی بھی عربی چال چلن پر کوئی گہرا اثر نہیں ڈالا - وہ ایک ایسے انسان کے خدا ہونے کی تعلیم دیتی تھی - جو کہ (انکی نظروں میں) ان کے منظور نظر اور آباء اجداد کے بتوں پر کوئی فوقیت نہیں رکھتا تھا - قرآن شریف مکہ کے بت پرستوں کے اس تنازعہ پر مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ کرتا ہے :-

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ

ترجمہ - اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی - تو بس تمہاری قوم کے لوگ اس (کو سن کر ایکدم) سے کھلکھلا پڑے - اور لگے کہنے کہ (اس صورت میں) ہمارے معبود اچھے (ہیں) یا عیسیٰ - ان لوگوں نے عیسیٰ کی مثال جو تمہارے سامنے لا ڈالی تو صرف کٹ حجتی کے طور پر - بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہیں جھگڑالو - کیونکہ عرب لوگ فرشتوں کی پرستش کرتے تھے - اسلئے وہ کہتے تھے کہ ہمارے دیوتا یسوع مسیح سے بہتر ہیں - جو کہ باوجود عیسائیوں کے اسکو خدا ماننے کے آخر انسان تھا - ان کا عیسائی مذہب کے متعلق شک اور وہم اور اس پر طعن اور ہنسی اڑانا اس واقعہ سے خوب ظاہر ہوتا ہے :-

"چند لشپ پادریوں کے سنہ ۵۱۳ء سن میں منذر ثالث بادشاہ حیرہ کو عیسائی بنانے کی کوشش کرنے پر اُن کو یہ تلخ تجربہ حاصل ہؤا۔ جبکہ کچھ دیر بادشاہ اُن کے کلام کو غور سے سُنتا رہا۔ تو اُس کے افسروں میں سے ایک نے کان میں کچھ آہستہ سے کہا جس پر منذر نے فوراً ایک نہایت اُداس اور غمگین چہرہ بنالیا۔ اور جب پادریوں نے نہایت ادب سے اُس کے غمگین ہونے کا سبب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا۔ کہ ملک الملکوت میکائیل فوت ہوگئے ہیں"۔ پادریوں نے کہا "نہیں بادشاہ آپ غلطی پر ہیں فرشتے غیر فانی ہستیاں ہیں"۔ اِس پر بادشاہ نے چلا کر کہا "غیر فانی۔ اور تم مجھے یقین دلانے کی کوشش کر رہے ہو۔ کہ خدا خود مرگیا"۔ سو اِس طرح باوجود عیسائیت کے موجود ہونے کے۔ ملک عرب اپنی پُرانی حالت پر ہی قائم رہا۔ اور بجائے اسکے کہ عیسائیت کے اُس عُمدہ اثر سے جس پر اتنا زور دیا جاتا ہے۔ اُن کا وحشیانہ پن کچھ کم پڑتا۔ اُلٹا اُن بُرائیوں کی وجہ سے جو انہوں نے عیسائیت سے حاصل کیں۔ ان کا چال و چلن اور بھی ابتر اور بدتر ہوگیا +

جانوروں سے نرمی اور رحم کا سلوک

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۚ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ (سورۂ انعام رکوع ۴) ترجمہ۔ اور جتنے حیوانات زمین میں (چلتے پھرتے ہیں) اور جتنے پرند اپنے دو پروں پر اُڑتے پھرتے ہیں۔ یہ سب بھی تم لوگوں کی طرح کی مخلوقات ہیں لوحِ محفوظ میں (سب لکھے ہوئے موجود ہیں) ہم نے (لکھنے) سے کوئی چیز فروگذاشت نہیں کی پھر (قیامت کے دن یہ سب کے سب) اپنے پروردگار کے حضور میں لا حاضر کئے جائینگے" +

مسلمانوں کے خیال کے مطابق اور جیسا کہ اوپر کی آیت ظاہر کرتی ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک حیوانی زندگی اور انسانی زندگی ایک جیسی اہمیت رکھتی ہیں "سپرٹ آف اسلام" کا لائق مصنف یوں رقمطراز ہے "عیسائی اقوام کو حیوانی مخلوقات کے متعلق فرائض سے آگاہ ہونے میں کئی صدیاں لگیں۔ اور اس زمانے سے بہت پہلے جبکہ عیسائیوں کو جانوروں سے نرمی اور رحم کا سلوک کرنے کا خواب و خیال تک بھی نہ تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت دردانگیز الفاظ میں انسانوں کو اُن فرائض سے آگاہ کیا جو کہ انکے بے زبان اور مسکین غلاموں (یعنی جانوروں) سے متعلق ہیں۔ اس فانی دنیا کی روزمرہ زندگی میں ان ہی احکام پر جو کہ نہایت محبت اور حفاظت کے ساتھ محفوظ رکھے گئے ہیں پورے طور پر عمل ہوتا ہے۔ کیوں نہ ہو اس نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی واقعی اس آیت شریفہ کی مصداق ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین +

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ایک سرسری نظر

نبی اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) ۵۷۰ عیسوی میں مکہ کے ایک قریشی گھر میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد عبد اللہ آپ کی ولادت سے چند ماہ پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ جب آپ کی عمر چھ سال کے قریب ہوئی تو آپ کی والدہ کی وفات نے آپ کو کامل یتیم کر دیا۔ اس غریب یتیم لڑکے کی پرورش اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پروں تلے ہو رہی تھی کیونکہ اسکی قسمت میں ایک اتنا بڑا کام کرنا لکھا تھا۔ جو کہ تاریخ دنیا کی رَو کو بدل دیگا۔ مگر کیا آپ نے اتنے بڑے اور اہم کام کے مطابق تعلیم حاصل کی؟ اور کیا آپ ایک اُمّی نہیں تھے؟ ہاں ایک سطحی نظر سے دیکھنے والے کی آنکھوں میں آپ ایک جاہل اور ان پڑھ آدمی تھے۔ مگر حقیقت میں آپ علم کا سرچشمہ اور عقل و دانائی کی کان تھے۔ اور یہ سب چیزیں خود حاصل کردہ نہ تھیں۔ بلکہ محض عطاء الٰہی تھیں۔ چند ہی سال کے بعد ہم آپ کو ایک نوجوان۔ طاقتور اور خوبصورت اور مستقل مزاج آدمی پاتے ہیں۔ جس کے چہرے سے کامل سنجیدگی اور متانت ٹپکتی تھی +

نبوّت پر ماموریّت

شہر کے شور و شغب سے دُور۔ غار حرا کی تنہائی میں آپ اکثر زندگی و موت اور انسان کی عاقبت کے متعلق گہرے خیالات میں منہمک رہتے تھے ایک نہایت دلربا کشف کی حالت آپ پر طاری ہوتی ہے اور ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ سو اس عجیب طریقے سے آپ نے اپنا پہلا سبق سیکھا۔ ایک ناتوانی اور خوف کی حالت میں آپ اپنی بیوی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آتے ہیں۔ اور چلا کر کہتے ہیں " زملونی ۔ زملونی " (مجھے کمبل اُڑھا دو ۔ مجھے کمبل اُڑھا دو) آپکی بیوی فرماتی ہیں۔ خوش ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں کریگا۔ کیا آپ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک نہیں کرتے؟ اور اپنے پڑوسیوں پر مہربان نہیں ہیں۔ اور اپنے عہد کے پورے اور حق بات کے محافظ نہیں ہیں؟ آپ کے چال چلن کے متعلق کیسی اعلیٰ اور عمدہ شہادت ہے اور وہ بھی

آپ کی بیوی کے منہ سے استعداد نبوت کو مکمل ہونے میں چالیس سال لگے خلعت نبوت کو پہننے کا اگر کوئی وقت تھا تو اب تھا۔ آپ کو ایک کڑکتی ہوئی آواز آتی ہے ؛

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (سورۃ المدثر۔ رکوع ۱) ترجمہ۔ اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھو اور لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کرو۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک و صاف کرو۔ اور نجاست سے الگ رہو۔" آپ لوگوں کو متنبہ کرنے کے لئے کمربستہ ہوگئے آپ نے اپنا پیغام اپنے ارد گرد کے لوگوں کو سنانا شروع کر دیا۔ آپ کی بیوی خدیجہؓ اور عم زاد بھائی علیؓ۔ اور آپ کا غلام زیدؓ بن حارث۔ اور آپ کے معتمر دوست عبداللہ بن ابی قحافہ (ابوبکر) آپ کے مشن اور کوششوں کے پہلے ثمرات تھے۔ ایک طرف تو کیا ہی یہ عمدہ سبق ہے کہ جس پر ہمیں کاربند ہونا چاہئے۔ یعنی ہر عمل نیکی کے کام کی ابتدا گھر سے ہونی چاہئے۔ دوسری طرف یہ واقعی اُن کی متدینانہ زندگی اور پاکیزگی مقصد کا اعلے ثبوت ہے۔ ایک دن آپ چند رشتہ داروں کو کھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر بلا کسی قسم کی تمہید کے بالفاظ ذیل پیغام ربی انہیں دے دیتے ہیں :-

"یا ابناء عبدالمطلب میں تمہیں وہ بشارت دینے لگا ہوں جس سے تم اس دنیا میں بھی اور آئندہ میں بھی خیر و برکت کے مالک ہو جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اُسکی خدمت کے لئے بلاؤں۔ تم میں کون ہے۔ جو میری اس دعوت کا بوجھ اٹھائے" سبحان اللہ فی الواقعہ بڑی بھاری دعوت ہے۔ الفاظ تو اسی محمدؐ کے منہ سے نکلے ہیں جس سے وہ آشنا ہیں لیکن آج اس کا انداز ہی نرالا ہے۔ حاضرین پر ایک رعب طاری ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس کے لب و لہجہ اور انداز میں ایک ہیبت اور رعب پاتے ہیں ؛

تین برس کی محدود وعظ و نصیحت کے بعد وہ وقت آیا کہ گھر کی چھت سے بلکہ پہاڑ کی چوٹی سے حق اور سچائی کے اعلان اور مشتہر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ نے لوگوں کو کوہ صفا کے پاس بلایا۔ اور وہ آپ کے کہنے کے مطابق وہاں آ جمع ہوئے۔ آپ نے پہاڑ کی چوٹی پر سے ایک کڑکتی ہوئی آواز سے اُن کو اپنا پیغام سنایا :-

میں تمہیں ایک نہایت خوفناک عذاب کی خبر دینے اور اس سے متنبہ کرنے آیا ہوں .... اور میں تمہیں اس خوفناک انجام سے بچا نہیں سکتا جبتک کہ تم لا الہ الا اللہ نہ پڑھو۔ ایک ایسے لوگوں کو جو کہ بت پرستی۔ گمراہی اور توہمات میں ڈوبے ہوئے تھے - یہ پیغام نہایت ناگوار معلوم ہوا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلعم پر پتھروں کی بارش کر دی اور آپ کا چہرہ مبارک لہولہان ہو گیا۔ جب آپ سے یہ کہا گیا کہ ان پر لعنت کرو تو آپ نے ہاتھ ہلا کر فرمایا" نہیں ہرگز نہیں۔ میں بنی نوع انسان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ کہ ان پر لعنت کرنے کے لئے"۔ آپ کے قلب کو تو دیکھو۔ ایک محبت اور شفقت کا سمندر موج زن ہے +

ایذا رسانی اور ظلم و ستم

اس کے بعد جیسا کہ اکثر ہوتا ہے لوگوں نے آپ کو ایذا پہنچانی شروع کی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے بہادر سپاہی اس کے جھنڈے کو برابر ہوا میں لہراتے رہے۔ اور انہوں نے نہایت اطمینان اور صبر سے تمام بدنامی خطرات اور ظلم و ستم کو برداشت کیا۔ آکثروں کو کانٹوں کے تاج پہنائے گئے۔ مگر ان کے خون نے ان کے رشتہ مذہب کو اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔ خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ بال بال بچ گئے +

کافروں کا لالچ اور طمع دلانے کی کوشش کرنا

آپ کے دشمنوں میں سے ایک نے کہا" آؤ! اس بدعتی اور ملحد (نعوذ باللہ) کو لالچ اور طمع دلانے کی کیوں نہ کوشش کریں"؟ چنانچہ عتبہ اس ڈیپوٹیشن کا سردار بن کر خانہ کعبہ میں جہاں کہ نبی کریم صلعم بیٹھے ہوئے تھے گیا۔ اور کہنے لگا" اے محمد تمہاری اس نئے مذہب کو نکالنے کی کیا غرض اور مقصد ہے؟ کیا تمہیں مال و دولت کی خواہش ہے؟ اگر ہے تو ہم اپنا مال و دولت تمہارے قدموں میں رکھنے کو تیار ہیں۔ کیا تم حکومت اور طاقت چاہتے ہو؟ اگر یہ بات ہے تو ہم تجھ کو اپنا سردار بنانے میں رضامند ہیں۔ مگر مہربانی فرما کر اپنے اس نئے مذہب کی تلقین کرنی چھوڑ دو" + نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیا تم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! تب آپ نے کہا کہ اب

میرا جواب سُن لو۔ اور آپؐ نے قرآن شریف کی آیتوں کی تلاوت شروع کردی۔ اور ڈیپوٹیشن نہایت ناکام اور بددل ہو کر واپس آیا +

اِس کے بعد ہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک عجیب مشکل اور دقت میں پاتے ہیں۔ کافروں نے آپؐ کے دیرینہ سال چچا ابُوطالب پر زور ڈالنا شروع کیا کہ اپنے بھتیجے کو سمجھائے۔ چنانچہ اس نے آپؐ سے کہا تو اپنے اِس مشن کو چھوڑ دو یا مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ نبی کریم صلعم نے دُنیا سازی یا زمانہ سازی کرنے سے انکار کردیا۔ اور کہا۔ کہ اگر وہ سُورج کو میرے دائیں ہاتھ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تب بھی میں ایسا کرنے سے نہیں رُکونگا۔ مگر آپؐ نے چچا سے جدا ہونا بھی بڑا شاق گذرتا تھا۔ چنانچہ جس وقت آپ جانے لگے۔ تو فرط غم سے آپؐ کے آنسو نکل پڑے۔ بوڑھے آدمی نے چلا کر کہا "میرے بھتیجے واپس آؤ۔ اور بالکل اطمینان اور دلجمعی سے رہو۔ اور جو تمہارا جی چاہے کرو اور کہو۔ مَیں تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑونگا" +

ایک عیسائی بادشاہ کا آپؐ کے کام کا مشاہدہ کرنا

کافروں کی ایذا دہی دن بدن بڑھتی گئی۔ اور مکہ کی زندگی ناقابل برداشت ہوگئی ۸۳ آدمی اور ۱۸ عورتوں نے چُپ چاپ بحیرۂ قلزم کو عبور کیا۔ اور نجاشی بادشاہ ابی سینیا کی پناہ جا پکڑی۔ مگر قریش نے اُن کا وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ جب اس نئے مذہب کو بیان کرنے کیلئے یہ سب لوگ بُلائے گئے۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نبی کریمؐ کے بھتیجے تھے۔ ان پناہگزینوں کے گروہ کے ترجمان بن کر آگے بڑھے اور کہا:-

"اے بادشاہ۔ ہم جہالت۔ بُت پرستی اور بدکاری میں ڈوبے ہوئے تھے۔ کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک نبی کھڑا کیا۔ جس نے ہمیں خدائے واحد کی پرستش۔ راستگوئی۔ ایفائے عہد۔ رشتہ داروں سے نیک سلوک۔ اور ہر بُری چیز سے اجتناب کرنے کی تعلیم اور تلقین کی۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ اور اُس کے پیچھے چلنے لگے۔ ہمارے اہل مُلک نے ہمیں طرح طرح کی ایذائیں پہنچانی شروع کیں۔ چنانچہ اب ہم ان سے بچ کر تیری پناہ کو ڈھونڈتے آئے ہیں۔ کیا تم ہماری حفاظت نہ کروگے" +

ہجرت

اہلِ مکہ نے ایذا رسانی کو نہ چھوڑا - چند اہل مدینہ آدھی رات کو مکہ میں آئے - اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی - اور آپ کو مدینہ چلنے کی دعوت دی - چنانچہ ۱۶ جون ۶۲۲ء کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پا پیادہ مدینہ کو روانہ ہو گئے - یہاں سے سن ہجری کا آغاز شروع ہوتا ہے - اہل مدینہ اہل مکہ کی طرح نہ تھے - انہوں نے آپ کا استقبال کیا - اور خوش آمدید کہا - ایک مٹی کی مسجد تعمیر کی گئی - ایک واحد خانۂ خدا جو کہ عرب کیا تمام دنیا کے روحانی صحرا میں ایک ہی نخلستان تھا - اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بیکس و لاچار بنا ہرگز نہیں منافقوں اور یہودیوں سے واسطہ آپڑا - اور آپ کی حیثیت ایک حاکم یا بادشاہ سے کم نہ تھی - مگر کیا اسباب سے آپ کی طرز معاشرت و زندگی میں کوئی تغیر و تبدل ہوا؟ نہیں بالکل نہیں وہی سادہ - غریبانہ زندگی جو پہلے تھی سو اب بھی تھی +

فتح مکہ بلا خونریزی کے

اللہ تعالیٰ کے سپاہیوں کی تعداد گروہ در گروہ بڑھنی شروع ہو گئی - اور قریش کی اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی تمام کوششیں بالکل بے سود اور ناکام ثابت ہوئیں - دس سال کی عارضی صلح ہو گئی - چھٹے سال ہجری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے - اور تین دن تک وہاں حج کی رسوم ادا کرتے رہے - اور اس کے بعد نہایت امن و آرام سے واپس آگئے - اہلِ مکہ ان کے تحمل اور بردباری پر حیران تھے - آخر کار قریش نے عارضی صلح کو پہلے پہل توڑا - چنانچہ آٹھویں سال ہجری میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مع دس ہزار اصحاب کے مکہ معظمہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے - اہل مکہ معافی کے خواستگار ہوئے - کیونکہ ان کا خیال تھا کہ تمام شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائیگی - اور قتل عام کا حکم دیدیا جائیگا - مگر یہ کیا ہوا؟ کہ کوئی خونریزی نہیں ہوئی - اور تمام قریش کو جو کہ آپ کے خون کے پیاسے تھے معافی دیدی گئی - مؤرخ لین پول (Lane pool) کا چلانا بجا ہے "فتوحات

کی تمام تاریخ میں کوئی خاتمہ نہ دخلہ اس مکہ کے داخلے کا لگا نہیں کہا سکتا" +

آپؐ کے آخری الفاظ اور نصیحت

اس فتح مکہ سے دو سال کے بعد آپؐ کے رفیق الاعلےٰ سے ملنے کا وقت آن پہنچا اور منا کی وادی میں چالیس ہزار حاجیوں کا جمگھٹ ہوگیا۔ اور آپؐ کے آخری پر معنی الفاظ وادی منا کی فضا میں اس طرح گونجے:۔

اے لوگو میرے لفظوں کو غور سے سنو۔ کیونکہ میں نہیں جانتا۔ کہ میں پھر آپ لوگوں سے مل سکوں یا نہ مل سکوں تمہارے حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں جیسا کہ اُنکے تمہارے اُوپر حقوق ہیں۔ اپنی عورتوں سے نیک سلوک کرو۔ اور اپنے غلاموں سے بھی نیک برتاو کرو۔ ان کو اپنے کھانے جیسا کھانا دو۔ اور اپنے پہننے جیسا کپڑا پہننے کو دو اور اُن پر ظلم نہ کرو۔ اور اس بات کو جان رکھو کہ تم سب برابر ہو۔ اور ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہو" +

اس کے بعد آپؐ نے آسمان کی طرف نگاہ ڈالی۔ اور کہا "اے اللہ تعالیٰ میں نے اپنے مشن کو پورا کر دیا ہے۔ تو اس پر شاہد رہیو" تب آپؐ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور لوگوں کے لئے دُعائے خیر مانگی۔ آپ اس کے بعد چند ماہ ہی زندہ رہے۔ اور آخر اپنے رب حقیقی سے جا ملے۔ خدا تعالیٰ کی ہزار ہزار برکتیں اور رحمتیں آپ پر ہوں آمین ثم آمین

اسلامک ریویو:۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق آپؐ کے آخری الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ مگر پھر بھی نادان لوگ کہتے ہیں۔ کہ اسلام نے عورتوں کے رُتبے اور عزت کو پامال کر دیا ہے۔ ابھی مغربی تہذیب نے اس بلندئ رُتبہ کو پہنچنے میں بہت مراحل اور منزلیں طے کرنی ہیں جو کہ اسلام نے عورتوں کو عطا فرمایا ہے +

لندن میں جلسہ مولود النبی صلعم۔ کی روئیداد قیمت ۵ر علاوہ

تبلیغ **منیجر اشاعت اسلام لاہور**